غزل

(از جناب خورشید الاسلام صاحب بی۔ اے (علیگ)

تیری دنیا میں اجنبی ہوں میں — اپنی دنیا بنا رہا ہوں میں
عقل سے کر رہا ہوں سرگوشی — دِل کے بربط پہ گا رہا ہوں میں
میری آنکھیں نظر سے ہیں محروم — تیری محفل سے جا رہا ہوں میں
گر رہا ہوں تو اُٹھ رہا ہوں میں — کھو رہا ہوں تو پا رہا ہوں میں
خاک سے روز روز اُٹھتے ہیں — بُت کدے کب سے ڈھا رہا ہوں میں
ہے ستم یاد آئے جاتی ہے — جو کہانی بُھلا رہا ہوں میں
عام قدروں کا اعتبار گیا — اور سانچے بنا رہا ہوں میں
ایک مدت سے عقل کو اپنی — رقصِ عریاں سکھا رہا ہوں میں
دِل کو دِل سے خریدنے والے! — تیرے نزدیک آ رہا ہوں میں
میرے دِل میں سما رہا ہے کون؟ — کس کے دل میں سما رہا ہوں میں

اے مرے پاس اور مجھ سے دور!
تجھ کو کب سے بُلا رہا ہوں میں؟